السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں ایک نوجوان لڑکی ہوں، کچھ عرصہ پیشتر ایک نوجوان لڑکے سے میری شادی کی تاریخ طے ہوگئی تھی مگر اتفاق سے اس تاریخ کو میرے ماہانہ معمول کا آغاز تھا، میں نے اس بارے میں پوچھا بھی کہ اس حالت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ جائز ہے لیکن میری تسلی نہیں ہوئی، اس لئے امید ہے کہ آپ رہنمائی فرمائیں گے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اگر یہ نکاح صحیح نہیں ہے تو کیا نکاح کا اعادہ واجب ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر و ثواب سے نوازے!

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حالت حیض میں عورت سے عقد نکاح جائز ہے اور صحیح ہے اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ عقود کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال اور صحیح ہیں الا یہ کہ ان میں سے کسی کی حرمت کے متعلق کوئی دلیل موجود ہو اور حالت حیض میں نکاح کی حرمت کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے لہٰذا مذکورہ عقد صحیح ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم عقد نکاح اور طلاق میں فرق کو بھی معلوم کرلیں یاد رہے حالت حیض میں طلاق حلال نہیں بلکہ حرام ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس وقت ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر بن خطابؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی ہے، آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رجوع کریں، بیوی کے قریب نہ جائیں حتیٰ کہ وہ پاک ہوجائے پھر اسے حیض آئے اور پھر پاک ہوجائے اور پھر اس کے بعد اگر وہ چاہیں تو بیوی کو اپنے پاس رکھیں یا اسے طلاق دے دیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا۟ ٱلْعِدَّةَ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنۢ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ ٱللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُۥ ۚ لَا تَدْرِى لَعَلَّ ٱللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ... ١ سورة الطلاق

"اے نبی ﷺ! (مسلمانوں سے کہہ دیجیئے کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کی عدت کی شرح میں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو (عدت کو یاد رکھو) اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے (نہ تو تم ہی) ان کو (ایام عدت "میں) ان کے گھروں سے نکالو اور نہ (وہ خود بخود ہی) نکلیں ہاں اگر وہ صریح بے حیائی کریں (تو نکال دینا چاہیے) اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کرے گا تو وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔

لہٰذا کسی مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو حالت حیض میں یا کسی ایسی حالت طہر میں، جس میں اس نے مباشرت کی ہو، طلاق دے ہاں البتہ اگر یہ واضح ہوگیا ہو کہ بیوی حاملہ ہے تو پھر جب چاہے اسے طلاق دے سکتا ہے، طلاق واقع ہوجائے گی۔

عجیب بات یہ ہے کہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے لہٰذا مرد کے لئے حالت حمل میں بیوی کو طلاق دینا جائز ہے خواہ اس نے زمانہ قریب ہی میں اس سے مباشرت بھی کی ہو لیکن اگر غیر حاملہ سے مباشرت کی ہو تو پھر انتظار کرنا پڑے گا کہ اسے حیض آجائے اور پھر وہ پاک ہوجائے یا واضح ہوجائے کہ اسے حمل قرار پاگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الطلاق میں ارشاد فرمایا ہے:

وَأُو۟لَٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ... ٤ سورة الطلاق

"اور حمل والی عورتوں کی مدت وضع حمل (بچہ جننے) تک ہے۔"

یہ آیت بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق واقع ہوجاتی ہے حدیث ابن عمر کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

(مره فليراجعها ثم ليطلقها طاهرا أو حاملا)) (صحيح البخاري))

"اس کو حکم دیجیئے کہ وہ رجوع کرے اور پھر اپنی بیوی کو حالت طہر یا حالت حمل میں طلاق دے۔"

جب یہ بات واضح ہوگی کہ حالت حیض میں عقد نکاح جائز اور صحیح ہے لیکن میری رائے میں بیوی جب تک پاک نہ ہوجائے شوہر کو اس کے پاس علیحدگی میں نہیں جانا چاہیے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور بحالت حیض مباشرت کر کے حرام کام کا ارتکاب کر بیٹھے خصوصاً شوہر اگر جوان ہو تو اسے اور بھی اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے یعنی اسے انتظار کرنا چاہیے کہ جب اس کی بیوی پاک ہوجائے تو پھر اس کے پاس جائے تاکہ فطری طریقے سے اس سے مستفید ہوسکے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج3ص170

محدث فتویٰ